بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

خلیجی بحران، آتش فشاں مستقبل
احتساب اور اعتصام بحبل اللہ کی ضرورت

کویت پر عراقی جارحیت اور خلیج میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی فوجی مداخلت، ۱۵ جنوری کے بعد اقوام متحدہ کا طاقت کے استعمال کی قرارداد اور اس کے نتیجہ میں رونما ہونے والا عالم اسلام بالخصوص عرب ملکوں کا (خاکم بدہن) تباہ کن خطرناک اور بھیانک مستقبل اس صدی کا حادثۂ کبریٰ اور المناک سانحہ ہے۔ اس کی اگر کوئی قیمت ہوسکتی ہے تو یہی کہ ہم اس سے سبق حاصل کریں اور صحیح، یقینی، صاف اور بے غبار نتائج اخذ کریں۔

سردست ہم اس کے اسباب، پس منظر، مقاصد، اہداف اور اس کی تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف اس کے ثمرات و مضرات، تنبیہات اور حاصل ہونے والے نتائج کی طرف کچھ اشارات عرض کرنا چاہتے ہیں۔

اوّلاً یہ کہ دین اور منصب نبوّت پر اعتماد اور نظام اسلامی کے نفاذ کے جذبات سے عاری بعض لادین اور ملحدانہ قیادتیں اپنے طے شدہ پروگراموں، سوچے سمجھے منصوبوں، دانستہ اور ارادی کارستانیوں اور اپنی ہی سازشوں کے نتیجہ میں اور بعض غفلت و تساہل اور مجرمانہ سکوت کے نتیجہ میں بُری طرح ناکام اور اس وقت ایک عظیم امتحان اور آزمائش میں گھر چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے عربوں کو میدان میں آنے اور اپنی بھرپور صلاحیتوں کو ہر لحاظ سے آزمانے کا پورا پورا موقعہ دیا اس میں دانا و بینا پروردگار کی ایک حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عرب قیادتیں اپنے ترکش کا آخری بہترین، تیز ترین اور قوی ترین تیر بھی استعمال کرکے دیکھ لیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیّت یہ بھی رہی ہے کہ عرب ممالک اُن تمام بہتر سے بہتر وسائل سے مستفید ہوں جن تک فکرِ انسانی کی رسائی ہوسکتی ہے جن کا وجود روئے زمین پر ممکن ہے۔ قدرت نے کسی چیز میں بخل نہیں کیا اور ان کی آرزوؤں میں رکاوٹ نہیں ڈالی۔ رائے عامہ کی تشکیل، ادب و صحافت کے استعمال، اداروں کی تنظیم اور نظریات وخیالات کی ترویج و اشاعت کے لیے ان کو جدید، بہترین اور مؤثر ذرائع اور وسائل مہیا کیے گئے۔ مشیّتِ ایزدی نے عالم اسباب میں قیادت کا میدان ان کے لیے خالی کر دیا اور بغیر کسی خطرہ یا

رکاوٹ کے پورے سازوسامان، ذہن ودماغ اور اعلیٰ صلاحیتوں کے ساتھ ان کو اپنے جوہر دکھانے کے مواقع عطا فرمائے ـــــ مگراس کے باوجود عرب حکومتیں باہمی خلفشار، منازعت و بے اعتمادی کے باعث آنے والے ایام میں پوری جگ ہنسائی اور خوفناک ہلاکت وتباہی کے کنارے پر پہنچ چکی ہیں (ولا فعلہا اللہ) اس کی مثال اگر "انسانی تاریخ" نہ بھی کہا جائے تو کم از کم "مسلم تاریخ" میں نہیں ملتی۔

o———o———o

قرآن وحدیث، سیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بالخصوص عرب قوم کے لیے یہ مقدر ہو چکا ہے کہ وہ اسلام کے پیغام کے ساتھ مربوط رہیں اور اسی کے زیر سایہ ترقی کریں ـــــ مگر بدقسمتی سے عرب کے سیاسی سٹیج پر بہت سے مفاد پرست راہنما ایسے بھی نمودار ہوئے جنہوں نے عربوں کی فطرت کے خلاف بغاوت کی، اسلام اور محمدی تعلیمات اور دینی روح کو پردہ کے پیچھے دھکیل دیا۔ قدرت کی طرف سے بھی ان کو ڈھیل ملتی رہی اور جو اُن کے جی میں آیا وہ کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ موجودہ بھیانک صورتحال اور گھمبیر سیاسی ابتری میں گھر گئے ہیں۔

موجودہ صورتِ حال اور آتش فشاں مستقبل کے پیشِ نظر تاریخ، عقلِ سلیم اور حوادث سے صحیح نتائج اخذ کرنے والا باشعور ذہن عراق، کویت اور سعودی عرب سمیت تمام عرب قیادت کو اس قسم کے ناکام تجربات اور جاہلیتِ قدیمہ کے خوفناک تاریخی محاربے دہرانے کی اجازت اور اس کا موقع ہرگز نہیں دے سکتا۔

o———o———o

ثانیاً بعض خودغرض اور مفاد پرست راہنما تو ایسے بھی ہیں جنہیں اب بھی حالات کی سنگینی اور اپنی عاقبت نااندیشی کا خیال تک نہیں جو اپنے اغراض اور خواہشات کی تکمیل میں کسی بھی اقدام کے کر گذرنے کو معیوب نہیں سمجھتے۔ جنہیں نہ دین ومذہب کا خیال ہے نہ انسانیت کا پاس، نہ افراد کی آزادی کا لحاظ، نہ دین ومذہب اور آخرت پر یقین، نہ اپنی اَنا اور ذاتی فوائد کے سامنے کسی قومی وملکی مصلحت کی فکر نہ دوسروں کے خیالات وافکار یا اصول وضوابط پر اعتماد! اس قسم کے راہنما اور سربراہ ہمارے گناہوں کا نتیجہ ہیں اور انہی کی پاداش میں ہم پر مسلط کر دیئے گئے ہیں۔ اعمالکم عمالکم۔

اُن کی چکنی چپڑی باتیں سُنیے، ان کے ممالک کے کسی بھی مرکز سے دلنواز نشریات سُنیے، اخبارات میں شائع ہونے والی اُن کی وجیہ اور شکیل تصویریں دیکھئے، آپ تعجب کریں گے کہ یہ وجیہ اور بارُعب سورما! کیا اسرائیل؟ کیا امریکہ اور کیا رُوس؟ یا کسی بھی جارح سے شکست کھا سکتے ہیں؟

وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ | اگر تم ان کو دیکھو تو ان کے جسم تم کو بھلے لگیں گے اور

وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۚ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۚ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۚ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۚ (منافقون ۴)	وہ کچھ کہیں تو تم ان کی باتیں سنو گے جیسے وہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہر آواز اُن کے خلاف ہے، وہی دشمن ہیں ان سے محتاط رہو۔

قرآن حکیم کی اس آیت میں بہت سی مسلم اور عرب قیادتوں کی صحیح اور حقیقی تصویر پوری طرح مجسم شکل میں سامنے آجاتی ہے۔

خلیج کے حالیہ واقعات سے ملنے والا دوسرا سبق یہ ہے۔ قرآن کہتا ہے:۔

وَاِذَا تَوَلّٰى فِى الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا (بقرہ)	جب یہ قابو پاتے ہیں تو ان کی ساری سرگرمیاں زمین میں فساد پھیلانے اور جان و مال برباد کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔

ذرا خلیج کے ملکوں میں اندیشۂ ضیاعِ جان و مال پر نظر ڈالیے اور حکمرانوں کی خودسری اور خوفِ خدا سے عاری سیاسی معاملات اور روابط و ترجیحات کو سامنے رکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے ہی اعمال ہیں جو آشیاں پر نظرِ آسمان کی تبدیلی کا باعث ہیں ؎

خدا سے خیر مانگو آشیاں کی
نظر بدلی ہوئی ہے آسماں کی

جب قوم کا احساس اتنا مُردہ ہو جائے کہ اسے فتح و شکست کا فرق ہی محسوس نہ ہو، اس کا شعور اتنا خام ہو کہ دوست دشمن میں تمیز نہ کر سکے، اسے نہ دشمن سے عداوت ہو نہ دوست سے محبت! تو ایسی قوم خود ہی اپنے لیے خطرہ اور اپنے آپ کی دشمن بن جاتی ہے۔ خود اعتمادی انسان کی بہترین دولت ہے مگر نام نہاد جمہوریتوں اور ترقی پسند قیادتوں نے مسلم اور عرب اقوام کو اس دولت سے بھی محروم کر دیا، ان کی خود اعتمادی جاتی رہی۔ فوج کا ایک سپاہی اگر تلوار نہ رکھتا ہو تو کوئی بات نہیں، بندوق نہ ہو کوئی حرج نہیں، گولیاں ختم ہو جائیں جب بھی پریشانی کی کوئی بات نہیں، لیکن اگر اسے اپنے اوپر اعتماد نہ ہو، اپنے اصول و نظریات پر اعتماد نہ ہو، اپنے دین پر اعتماد نہ ہو تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس قوم کو پہنچنے والا سب سے بڑا نقصان یہی ہے جس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

ثالثاً، خلیج کے بحران اور اس کے حل کے لیے بین الاقوامی سطح کی مساعی، بڑی طاقتوں کی دلچسپی اور عالم اسلامی کی زبوں حالی

اور تازہ ترین صورتحال کو سامنے رکھیے تو ہماری بالخصوص عرب اقوام اور ان کی قیادت کی مثال اُس کشتی کے سواروں جیسی ہے جس کے پیندے میں سوراخ ہو، پانی آرہا ہو لیکن کشتی کے سوار خیالی بحری قزاقوں سے بچنے کی فکر میں تو پریشان رہیں مگر اس سوراخ سے غافل رہیں۔ تو ایسی کشتی اور ایسے سواروں کا جو انجام ہوگا وہ کسی بھی ذی عقل سے مخفی نہیں۔

جب تک مسلمانوں کے طبائع پر جرأت بہادری، استقلال اور متانت کا اثر غالب رہا وہ دُھن کے پکے اور محنت و مشقت کے عادی رہے تو دنیا میں انہیں قیادت بھی حاصل رہی مگر جب سے ان کی ہمتوں اور ان کے عزائم میں گھُن لگا انہوں نے ہوا و ہوس اور خواہشاتِ نفسانی کو چھوٹ دی، عیش و تنعم اور تفریحات کے وسائل و اسباب کی بہتات ہوئی، موسیقی، رقص و سرود، تصاویر اور جنسی جذبہ کو تسکین دینے والی اشیاء کی کثرت ہوئی، ہمارا پورا معاشرہ، پوری قوم اور حکمران اس فساد کا شکار ہوئے۔ لہو و لعب، رقص و سرود اور عیش و عشرت میں ڈوب گئے۔ ہنسی مذاق کو سنجیدگی اور متانت پر، دل بہلانے والے کاموں کو بہادری، مردانگی، عزیمت اور استقلال پر ترجیح دی جانے لگی۔ شمشیر و سنان کی جگہ طاؤس و رباب نے لے لی، تو اس کا نتیجہ سوائے تباہی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ خلیج کا بُحران ایسے ہی عوامل و محرکات کا نتیجہ اور اس سے پیدا ہونے والی تازہ صورتِ حال ہے ؎

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر

اب بھی وقت ہے کہ عالم اسلام بالخصوص عالم عرب کو اپنی غلطی لہو و لعب، کھیل کود، ناز و نعمت، تفریحات اور دلفریبیوں سے بھرپور زندگی میں تلاش کرنی چاہیئے۔ جس زندگی کا دارومدار ان رنگینیوں، رعنائیوں اور دلفریبیوں پر ہو وہ کسی شدت، کسی خطرہ اور مشکل صورتحال کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس سے یہ اُمید کبھی نہیں کی جاسکتی اور نہ یہ ممکن ہے کہ وہ کسی بیرونی حملہ کا مقابلہ کرسے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار سے خالی زندگی اور ہمارا تیز رفتاری کے ساتھ اور مسلسل و متواتر اخلاقی زوال بھی ہمارے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔

○———○———○

آج صرف عالمِ عرب ہی نہیں تمام عالمِ اسلام نام نہاد انقلابی راہنماؤں اور فوجی ڈکٹیٹروں اور بزعم خود مقدس قیادتوں کی بدولت ایک ایسے ذہنی، نفسیاتی اور سیاسی بُحران سے دوچار ہوگیا ہے جس کی مثال ظہورِ اسلام کے بعد سے اس وقت تک نہیں ملتی۔ آج عرب دُنیا ایک نازک ترین اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑی ہے۔

موجودہ عرب قیادتیں جو صرف ماسکو اور واشنگٹن کی خیمہ بردار ہیں اگر اپنی اسی پالیسی پر گامزن رہیں اور خدا اور رسولؐ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کے بجائے بھوکوں مرنے والے رُوس اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا فرعونی دعویٰ

کرنے والے امریکہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز رہیں اور اپنے آقایانِ ولی نعمت کے اشارۂ ابرو پر اپنے کسی بھی سیاسی مؤقف میں ملّتِ اسلامیہ کے تحفظ کے لیے لچک پیدا نہ کرسکیں تو پھر خدانخواستہ نہ صرف یہ کہ قتل و خونریزی اور تباہی و ہلاکت کے وہ مناظر سامنے آئیں گے جو اب کسی کے تصور اور وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے بلکہ عرب دُنیا اسلام سے بھی اتنی دور ہو جائے گی کہ پھر اس کو دینِ توحید اور اسلام کے نظام کی طرف لانے کے لیے کسی معجزے کے ظہور اور کسی مسیحا نفس داعی اور مجدّد کے پیدا ہونے کی ضرورت ہوگی۔

اب وقت ہے کہ عرب قیادت، عالمِ اسلام اور عامۃ المسلمین اپنا اور اپنے قائدین کا احتساب کریں۔ قومیں خود اپنے اور اپنے قائدین کے احتساب سے زندہ اور باقی رہتی ہیں۔ جب عملِ احتساب میں اخلاص ہو تو اس سے قومیں بڑی بڑی شکستیں کھانے کے بعد بھی سنبھل جاتی ہیں ـــــ جرمن قوم ایک تباہ شدہ ملک کے ملبہ کے نیچے سے زندہ و توانا نمودار ہوئی۔ جاپان نے ہیروشیما اور ناگاساکی کے المیے کے بعد اپنی زندگی کا نیا سفر شروع کیا، یہ سب بے لوچ اعتراف اور بے لاگ احتساب سے عمل میں آیا۔

ہمیں امید ہے کہ عالمِ اسلام کی بہی خواہ اور مؤثر ترین دینی و سیاسی قیادتیں پہلی ہی فرصت میں احتساب کا یہ فرض خلوص اور جرأت کے ساتھ ادا کریں گے۔ ایک غیر جانبدار نقّاد اور ایک بے لاگ مؤرخ کی طرح ان تمام غلطیوں اور کمزوریوں کی نشاندہی کی جائے گی جن کی وجہ سے سنّت اللہ کے مطابق خلیج کی سنگین صورتِ حال اور خطرناک مستقبل سے ہمیں دوچار ہونا پڑا۔

خدا کرے کہ اس سلسلہ کے مؤثر اور فعال اربابِ حل و عقد بلکہ عالمی سطح کی دینی اور ملّی قیادتیں زندگی کی تبدیلی، ایمانی قوت کے فروغ اور حقیقت پسندی کے اعتراف کے لیے حکمتِ عملی سے نشانِ راہ متعین کریں۔ اور اسلام کے ابدی آئین کی پابندی اور اس کی ہدایات اور تعلیمات کی روشنی میں خلیج کے بحران کے حل سمیت تمام باہمی تنازعات کے رفع کرنے کا مؤثر لائحہ عمل اختیار کریں۔ یہی ایک حل اور ایسا اصولِ مصالحت ہے جس کا تعلق عالمِ غیب سے بھی ہے اور عالمِ اسباب سے بھی ـــــ قطعِ منازعت اور رفعِ محاربت کے سفر کا آغاز جب بھی اس نسخۂ روحانی سے شروع کیا جائے گا اور کامیاب ہوگا تو پوری کائنات سے جبر و استبداد اور ظلم و تشدد کے ظلمات مرتفع ہو جائیں گے اور دُنیا پھر سے ایک بُقعۂ نور اور امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

(عبدالقیوم حقانی)